مواعظِ اختر نمبر ۶۸

نادم گنہگار کی محبوبیت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

اصلاحی مجالس

حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجازِ بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہفتہ وار بیانات کی ترتیب

- جمعرات (مرکزی بیان) مغرب تا عشاء
- جمعۃ المبارک کا بیان دوپہر 12:45 تا 1:45
- اتوار مجلس صبح 11 بجے

روزانہ مجالس کی ترتیب • بعد فجر • بعد عشاء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی کتابیں مفت حاصل کرنے کے لئے **0334-3217128** پر اپنا مکمل پتا میسج کریں۔

اصلاحی مکاتبت اور مجالس کے لئے

جامع مسجد اختر، C-96 گلستانِ جوہر بلاک 12
نزد سندھ بلوچ سوسائٹی، گیٹ نمبر 2 کراچی۔
پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 021-34030643-44
خواتین کے لئے پردے سے بیان سننے کا انتظام B-38 سندھ بلوچ سوسائٹی

ای میل: AskHazratSheikh@gmail.com ویب سائٹ: TrueTasawwuf.org
تمام بیانات ویب سائٹ پر LIVE سنے جاسکتے ہیں

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت و دستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: نادم گنہگار کی محبوبیت

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ
قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ ۴ نومبر ۱۹۹۱ء بعد مغرب بروز دوشنبہ؛
۲۸ رمضان ۱۴۱۱ھ ۱۴، اپریل ۱۹۹۱ء بعد تراویح

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: ذکر اللہ کا صحیح مقام

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نادم گنہگار کی محبوبیت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ
فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
﴿اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ○﴾
(سورۃ الرعد، آیۃ:۲۸)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو چین کب ملے گا؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے۔ تفسیرِ مظہری میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

((کَمَآ اَنَّ السَّمَکَۃَ تَطۡمَئِنُّ فِی الۡمَآءِ لَا بِالۡمَآءِ))

(تفسیر مظہری: (رشیدیہ)؛ ج ۷ ص ۴۰۷)

بِذِکۡرِ اللّٰہِ میں جو بَاء ہے یہ معنی میں فِیۡ کے ہے یعنی جب اللہ کے ذکر میں ڈوب جائے، جس طرح مچھلی جب پانی میں پوری ڈوب جاتی ہے تب ہی اسے چین ملتا ہے، اگر اس کا سر کھلا ہو، کان کھلے ہوں یا دُم کھلی ہو یعنی مچھلی مکمل طور پر پانی میں نہ ڈوبی ہو تو کیا پانی کے باہر مچھلی کو چین ملے گا؟ نہیں، مچھلی کا کوئی حصہ اگر پانی سے باہر ہوگا تو مچھلی کو چین نہیں ملے گا۔ اس لیے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مچھلی جب پانی میں پوری ڈوب جائے، اس کے اوپر پانی، نیچے پانی، دائیں پانی، بائیں پانی غرض ہر طرف پانی ہی پانی ہو، تب مچھلی کو چین ملتا ہے۔ اسی طرح جب ہمارے

سر سے پیر تک سارے اعضاء اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن جائیں تب سمجھو کہ اللہ کی رضا، اللہ کی خوشنودی، اللہ کے قرب کے دریا میں ہمارا جسم ڈوب گیا۔ آنکھوں سے کسی کو بری نظر سے نہیں دیکھتا تو آنکھ گویا اللہ کے دریائے قرب میں غرق ہے، اگر کان گناہ نہیں کرتا، زبان سے غیبت نہیں کرتا تو کان اور زبان بھی گویا اللہ کے دریائے قرب کے اندر ہیں۔ غرض جب سارے اعضاء اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہوجائیں اور ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کیا جائے تو پھر اسے اطمینانِ کامل ملتا ہے۔

نادم علی الخطاء کا مقام

اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو ان حرام لذتوں سے اللہ سے استغفار و توبہ کر کے اس کی تلافی کر دی جائے جیسے دریا سے مچھلی کو کوئی زبردستی باہر گھسیٹ لے تو اس کا قاعدہ ہے کہ وہ تڑپ کر پھر دریا میں کود جاتی ہے، آرام سے ٹہلتے ہوئے نہیں جاتی، جب مچھلی کو دریا سے نکالتے ہیں تو مچھلی سمجھتی ہے کہ اب میری موت ہے، پانی سے باہر مچھلی کو اپنی موت نظر آتی ہے لہٰذا وہ کود کر تڑپ کر دوبارہ دریا میں چلی جاتی ہے اور وہیں چین پاتی ہے۔ تو مؤمن کو اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کا ایک ایسا کمند، ایک ایسا جہاز اور ایک ایسی سواری عطا فرمائی ہے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مَرکبِ توبہ عجائب مَرکب است
تا فلک تا زد بہ یک لحظہ ز پست

مَرکب کے معنیٰ سواری کے ہیں یعنی توبہ کی سواری عجیب وغریب سواری ہے، جو آدمی گناہ کی پستی، گناہ کی ذلت کے گڑھے میں پڑا ہوا تھا تو استغفار و توبہ اور ندامت کی برکت سے وہ کہاں پہنچتا ہے؟ ندامت کی سواری اس کو ایک دم عرشِ اعظم تک پہنچا دیتی ہے۔ دنیا میں کوئی جہاز، کوئی راکٹ، کوئی سیارہ اتنا

سریع السیر یعنی تیز رفتار نہیں ہے جتنی رفتار اللہ تعالیٰ نے آہ و ندامت اور استغفار و توبہ میں رکھی ہے۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؂

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں

جب بندہ اللہ سے روتا ہے تو گویا اپنا پیام اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے معاف کردیجیے، میرے گناہوں کو معاف فرمادیجیے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ ہے، حضرت آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور ایک نعرہ لگاتے تھے کہ یاربّی! معاف فرمادیجیے، یہ میرے شیخ کا ہر وقت کا نعرہ تھا، جب دیکھو یاربّی معاف فرمادیجیے کا نعرہ لگایا کرتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ سے ہر وقت باتیں کررہے ہوں، اور اس درد سے فرماتے تھے گویا اللہ کو دیکھ رہے ہیں، ایسا ایمان تھا۔ آہ! میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آتی ہے، وہ عام حالات میں روزانہ پانچ پارے تلاوت کرتے تھے اور جب کبھی بہت کیفیت طاری ہوتی تو دس پارہ بھی تلاوت کرتے تھے اور تلاوت کے درمیان نعرہ بھی لگاتے تھے، یعنی زور سے اللہ کہتے تھے، دس بیس آیتوں کے بعد اللہ کی محبت میں ایسا نعرہ لگاتے تھے جیسے ریل کے انجن میں اسٹیم بھر جائے اور انجن کے پھٹنے کا ڈر ہو تو اس کا ڈھکن کھول دیا جاتا ہے، ایسے ہی حضرت کے دل میں اللہ کی محبت کی اسٹیم اتنی بھر جاتی تھی کہ درمیان درمیان میں زور سے اللہ کہتے تھے تو ایسا مزہ آتا تھا کہ مسجد ہل جاتی تھی۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے صدیق تھے

تلاوت کے درمیان میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے تھے کہ ؂

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

کیا شان تھی! ایک مرتبہ اپنے شیخ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں لکھا کہ جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھے ایسا

محسوس ہوتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ حکیم الامت نے پڑھ کر فرمایا یہ شخص اپنے وقت کا صدیق ہے، اس کو اولیائے صدیقین کا درجہ ملا ہوا ہے۔ جس کے لیے دنیا کی زمین آخرت کی زمین بن جائے ایسے شخص کے ایمان ویقین کا کیا پوچھتے ہو! کبھی کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے ؎

اے قرارِ جانِ بے قراراں!

اے اللہ! آپ بے قرار جانوں کے لیے قرار ہیں، آپ کے نام سے ہمیں سکون ملتا ہے۔ حضرت اس طرح یاربِّی کہتے تھے کہ کیا کوئی یا ابّا کہے گا، ابّا کی محبت والے ربّا کی محبت کو کیا جانیں۔ تو جب حضرت یاربِّی! معاف فرما دیجیے کہتے تھے تو اس وقت ان کا پیام اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچتا تھا، اس پر میرا یہ اردو شعر ہے ؎

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے میری آہِ بے نوا! تو نے کمال کر دیا

جب بندہ اپنے ربّا کو اپنی آہ کے ذریعہ سلام و پیام پیش کرتا ہے، تو آہ خود بخود اللہ تک پہنچ جاتی ہے حالانکہ آہ کوئی راکٹ یا سیارہ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔

اللہ اور ہماری آہ میں مناسبت

کہ آہ کو اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے بے حد مناسبت ہے، اگر آپ زور سے کھینچ کر اللہ کہیں گے تو آپ کو اپنی آہ بھی اللہ میں شامل معلوم ہوگی، اللہ کہیے اور آہ کہیے۔ بتائیے! اللہ کے نام میں آہ شامل ہے یا نہیں؟ یہی دلیل ہے کہ میرا اللہ سچا میرا اللہ ہے جو اپنے بندوں کی آہ کو اپنے نامِ پاک میں لیے ہوئے ہے۔ کسی اور باطل خدا کے نام میں آپ کو اپنی آہ شامل نہیں ملے گی۔ رام چندر کا نام لو، ہے ہماری آہ؟ آپ فرعون کا نام لو، اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا تو فرعون کے نام میں ہماری آہ شامل ہے؟ نمرود کے نام میں ہماری آہ شامل ہے؟

شدّاد کے نام میں ہماری آہ شامل ہے؟ غرض دنیا میں جتنے باطل خدائی والے ہیں کسی کے نام میں ہماری آہ شامل نہیں ہے، یہی بہت بڑی دلیل ہے کہ ہمارا اللّٰہ سچا ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کے نامِ پاک میں بندوں کی آہ پوشیدہ ہے

اس پر ایک قصہ سن لیجیے! بخاری شریف کی روایت ہے:

((كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا ..... فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّكِّیْنِ اَشُقُّهٗ بَیْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰی))

(صحیح البخاری (قدیمی) کتاب الانبیاء، ج ۱ ص ۴۸۷)

دو عورتیں کہیں جارہی تھیں، ان کے ساتھ ان کا ایک ایک بچہ بھی تھا، ایک کے بچہ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا تو جس کا بچہ نہیں تھا اس نے دعویٰ کر دیا کہ یہ میرا بچہ ہے حالانکہ اس کا نہیں تھا، اس کا تو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا تھا۔ اب دونوں عورتوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام، دو پیغمبروں کے سامنے یہ قضیہ پیش ہوا، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دونوں کی بات سن کر فیصلہ یہ فرمایا کہ تم دونوں آپس میں لڑتی ہو، ایک کہتی ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، دوسری کہتی ہے کہ میرا ہے تو اس کو آدھا آدھا کر کے تم دونوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ تو جس کا بچہ نہیں تھا وہ تو راضی ہوگئی اور جس کا بچہ تھا وہ تڑپ گئی اور اس نے کہا کہ ایسا نہ کیجیے، بچہ اسی عورت کو دے دیجیے۔ اس نے کہا کہ یا نبی اللّٰہ! اے اللّٰہ کے پیغمبر! اس کو نہ کاٹیے آپ اسی عورت کو دے دیجیے حالانکہ وہ اس کا بچہ نہیں تھا لیکن پہلی عورت نے اپنے بچہ کے بارے میں سوچا کہ اگر مجھے نہیں ملتا تو میرا بچہ زندہ تو رہے گا، کاٹنے سے تو مر جائے گا، تو جس کا اصلی بچہ تھا وہ اسے کاٹنے پر

راضی نہیں ہوئی، اصلی اولاد کی محبت جوش میں آ گئی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

((فَقَالَ سُلَيْمَانُ يَعْنِيْ لِلْكُبْرٰى لَوْ كَانَ ابْنُكِ لَمْ تَرْضِيْ اَنْ يُّقْطَعَ))

(فتح الباری شرح بخاری: (دار الکتب العلمیة)، ج ۱۳ ص ۴۶)

توحضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ اسی عورت کا ہے، یہ محبت دلیل ہے کہ یہ بچہ اسی کی اولاد ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ہماری آہ کو اپنی ذاتِ پاک اور نام پاک میں لیا ہوا ہے، یہ ان کی محبت اور رحمت کی دلیل ہے کہ وہ ہمارے اللہ ہیں۔ جس طرح ماں باپ کی محبت دلیل ہے ان کے اصلی ماں باپ ہونے کی، ویسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہماری آہ کو اپنے نام پاک کے ساتھ لگائے ہوئے ہے۔ آہ اور اللہ۔ سبحان اللہ! اس پر میرا شعر ہے ؎

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے میری آہِ بے نوا! تو نے کمال کر دیا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اتنا روتا ہوں اور پھر بھی رونے سے جی نہیں بھرتا ؎

اے دریغا اشکِ من دریا بُدے
تا نثارِ دلبرے زیبا شدے

کاش! میرے آنسو دریا ہو جاتے تو میں آنسوؤں کا دریا اپنے اللہ پر فدا کر دیتا، اتنا روتا کیونکہ تھوڑا رونے سے میرا جی نہیں بھرتا اور فرماتے ہیں ؎

ہر کجا بینی تو خوں بر خاکہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشمِ ما

اے دنیا والو! جہاں کہیں دیکھو کہ کسی مٹی پر کچھ خون پڑا ہوا ہے، پس یقین کر لینا

کہ یہاں جلال الدین رومی ہی خون کے آنسو رویا ہوگا۔ مولانا رومی کا یہ جذبہ تو دیکھو! اتنا کوئی رو نہیں سکتا لیکن کم از کم رونے کا جذبہ تو ہو اور ہمارا کیا حال ہے؟

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

ہماری بدحالی اور تباہی اور گناہوں کی غلاظتوں میں غرق رہنا اتنا زیادہ ہے کہ دوسروں کو ہم پر رحم آرہا ہے یعنی اللہ والے ہم پر غم کر رہے ہیں۔

قلب کا ایک خاص مزاج

تو میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ کی یاد سے چین ملتا ہے ایسے ہی ان کی یاد کے خلاف کرنے سے دل بے چین ہو جاتا ہے۔ اور خلافِ ذکر دو چیزیں ہیں، مثبت منفی دونوں قسم کی نافرمانیاں اللہ کے غضب اور ناراضگی کا سبب ہیں۔ مثبت نافرمانی یہ کہ کرنے کا کام نہیں کر کے نافرمانی کی مثلاً نماز پڑھنے کا حکم ہے، لیکن نہیں پڑھی، زکوۃ دینے کا حکم ہے، زکوۃ نہیں دیتا، یہ بھی نافرمانی ہے۔ اور منفی نافرمانی یہ ہے کہ جو کام نہ کرنے کا حکم ہے وہ کرتا ہے مثلاً ماں باپ پر غصہ کرتا ہے، بیوی کو ستاتا ہے، مخلوق پر ظلم کرتا ہے یا نامحرم عورتوں کو دیکھ کر آنکھوں کا زنا کرتا ہے۔ اللہ جتنا نماز نہ پڑھنے سے ناراض ہوتے ہیں اس سے زیادہ کسی کی ماں بہن بیٹی پر نظر ڈالنے سے ناراض ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کے غضب اور قہر کو دعوت دینے والا بہت ہی خطرناک عمل ہے، جو حرام لذت کا عادی ہوتا ہے پھر اس کو کہیں چین نہیں مل سکتا۔

چین وسکون اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود میں ملے گا

یہ دل عجیب مزاج رکھتا ہے، جتنا زیادہ اللہ سے قریب ہوتا ہے اتنا ہی

چین سے رہتا ہے اور جہاں ذرا سا خدا سے ہٹا تو اس کی بے چینی شروع ہوگئی۔خوب غور سے سن لیجیے! انسان دنیا میں کہیں چین نہیں پائے گا۔اختر نے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے کعبہ شریف میں دیکھا کہ ایک بچہ اپنی ماں سے بچھڑ گیا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو پیار کیا، نائیجرین، سوڈانین، انڈونیشین، ملائشین، مصری غرض دنیا بھر کی عورتوں نے اس کو پیار کیا کہ چپ ہوجا۔چپ ہوجا۔مگر وہ چلاّ تا رہا۔آہ! دو سال کا بچہ اپنی ماں کی خوشبو کو پہچانتا ہے حالانکہ دوسری مائیں اس کی ماں سے زیادہ گوری اور اچھے کپڑوں میں تھیں لیکن وہ اپنی ہی ماں کو یاد کر رہا تھا۔جب شُرطہ نے بچہ کو اوپر ہاتھ میں اٹھا کر زور سے اعلان کیا تو اس کی اصلی ماں دوڑی ہوئی آئی کیونکہ وہ بھی تو تڑپ رہی تھی ؎

میری گمگشتگی پر خود مری منزل پریشاں ہے

اس نے بچہ کو جیسے ہی گلے لگایا تو اختر آج اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ کر آپ کو پیش کر رہا ہے کہ جیسے ہی اسے اپنی اصلی ماں ملی وہ فوراً لپٹ گیا اور سو گیا، اس پر میرا شعر سنئے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
ان کے کرم نے گود میں لے کر سلادیا

جن کو ولیم فائیو اور ولیم ٹین سے بھی نیند نہ آتی ہو، ارے آؤ خانقاہوں میں، اللہ والوں کے پاس اور ان کے غلاموں کے پاس آکر اللہ کا نام لے کر دیکھو کہ کیسی اچھی نیند آتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب ذکر کرتے ہیں تو نیند آجاتی ہے۔ارے میاں! ذکر میں نیند نہ آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود مل جائے اور نیند نہ آئے! لہٰذا نیند آئے تو پریشان نہ ہوں۔ایک شخص نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو فوراً نیند آجاتی ہے، فرمایا کہ جب نیند

آیا کرے تو تکیہ سر کے نیچے رکھ کر سو جایا کرو اور پھر حدیث نقل کی:

((لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ))

(سنن ابی داؤد، (اسلامی کتب خانہ) کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۶۵)

یعنی نیند کی وجہ سے اگر ذکر، تلاوت، معمولات وغیرہ رہ جائیں تو کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾

(سورۃ النبأ، آیۃ: ۹)

ہم نے نیند کو سببِ آرام بنایا ہے۔ تو جب نیند آئے سو جایا کرو، جب نیند سے سکون ہو جائے تو پھر ذکر کر لیا کرو۔

معتدل رہنے کے لیے کم از کم چھ گھنٹہ سونا ضروری ہے

لیکن اتنا بھی نہ سوئے کہ بارہ گھنٹہ سوتا ہی رہے۔ چھ گھنٹہ کی نیند صحت مند انسان کے لیے کافی ہے اور مدرسین اور پڑھانے والوں کے لیے دن اور رات ملا کر مجموعہ آٹھ گھنٹہ نیند ہونا چاہیے ورنہ چھ گھنٹہ سے بھی کام چل جائے گا لیکن اگر اس سے بھی نیند کم ہونے لگے تو فوراً دوا خانہ میں رجوع کر کے کسی طبیب کے مشورہ سے دوا کھا لیں کیونکہ چھ گھنٹہ سے کم نیند نہیں ہونی چاہیے ورنہ صحت خراب ہو جائے گی، دماغ میں خشکی بڑھ جائے گی، اخلاق غیر معتدل ہو جائیں گے، بیوی سے لڑائی، بچوں کی پٹائی اور دوستوں سے لڑائی ہونے لگے گی، جب مزاج میں خشکی بڑھ جائے گی تو چڑ چڑا پن اور غصہ تیز ہو جائے گا اور اخلاق میں اعتدال نہیں رہے گا اور جب اخلاق میں اعتدال نہیں رہے گا تو یہ اللہ والا نہیں بن سکتا۔ جس شخص کا مزاج غیر معتدل ہو، یہ شخص صاحبِ نسبت نہیں ہو سکتا کیونکہ حقوق العباد میں وہ ظالم بن جائے گا، اس سے سب لوگ خائف رہیں گے،

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ رحمت اس میں نہیں ہوگی، اس میں اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ کی شان بھی نہیں ہوگی، ذرا سی دیر میں بالکل جان دینے کے لیے تیار ہوگا اور ذرا سی دیر میں آستین بھی کھینچ لے گا، اور ایسا زور سے شٹ اپ (shut up) کرے گا اور غصہ میں اس کی شکل بھی عجیب ہوجائے گی کہ وہ بالکل ہی This is a very very dog معلوم ہوگا۔

اس لیے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ صحت کی حفاظت کے لیے سر پر تیل کی مالش بھی کریں، بکری یا گائے کا دودھ بھی پیئیں، خمیرے بھی کھائیں اور نیند کو ہرگز کم نہ ہونے دیں۔ جتنے لوگ پاگل خانوں میں ہیں ان کی سب سے پہلے نیند کم ہوئی ہے لہٰذا نیند میں کمی نہ ہونے دیں، اس سے خشکی بڑھ جاتی ہے اور آخر میں پھر نفسیاتی بیماری ہوجاتی ہے اور پھر اللہ پناہ میں رکھے مزاج بہت وہمی ہوجاتا ہے، بلاوجہ کے وسوسے آنے لگتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے، آپ لوگوں کے لئے، سب کے لئے چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غرق ہوکر نیند عطا فرمائے، اچٹی پچٹی نہیں کہ ہر دو گھنٹے میں آنکھ کھل رہی ہے۔ ہمارے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت اچھی نیند آتی تھی جس کا نام گہری نیند ہے اور جس کو ڈوب کے نیند بھی کہتے ہیں، تو حضرت جب سوکر اٹھتے تھے اور دماغ خوب تازہ ہوجاتا تھا تو فرماتے تھے کہ الحمدللہ! خوب غرق ہوکر نیند آئی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خاص ادائے بندگی

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ظہر سے لے کر عصر تک مجلس ہوتی تھی، ابتداء میں یہ حال تھا کہ بعض دن کوئی بھی نہیں آیا، مگر حضرت کی شانِ استقامت دیکھیے کہ ظہر سے عصر تک اکیلے بیٹھے رہے اور فرمایا کہ ہمارا کام دُکان لگانا ہے،

گاہک بھیجنا اللہ کا کام ہے، ہم محبت اور معرفت کی دُکان لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ نہیں کہ جب دو تین دن دیکھا کہ کوئی نہیں آیا تو بس سب چھوڑ دیا۔ نہیں! بیٹھے رہو۔ حضرت کا وہ زمانہ بھی گذرا کہ ایک شخص بھی نہیں آیا لیکن حضرت نے ظہر سے عصر تک اپنا پورا وقت دیا اور خدا سے اپنی اجرت اور مزدوری لے لی۔ آپ بتلایئے! اگر افسر صاحب دفتر میں کرسی پر بیٹھا رہے اور اس کے پاس کوئی کام لینے والا نہ آئے تو اس کو تنخواہ پوری ملے گی یا نہیں لیکن اگر صاحب سیٹ ہی سے غائب ہو تو ڈائریکٹر صاحب کی فائل میں بھی چارج شیٹ لگ جاتی ہے، جواب طلبی ہو جاتی ہے کہ سیٹ چھوڑ کر کیوں غائب ہوئے؟

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی فداکاری

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں تھانہ بھون حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو ظہر سے عصر تک کھڑے ہو کر حضرت کے سر پر تیل کی مالش کرتا تھا۔ بتایئے! گرمیوں میں ظہر سے عصر تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں تو حضرت دو ڈھائی گھنٹے کھڑے ہو کر تیل مالش کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پہلوان تھے مگر اپنی پہلوانی کو اللہ پر فدا کیا، ذکر و تلاوت پر اور شیخ کی خدمت پر فدا کیا۔ جب عصر کی اذان قریب ہوتی تو حضرت حکیم الامت اپنے سر پر ہاتھ لگا کر دیکھتے کہ تیل جذب ہوا یا نہیں؟ اور پھر میرے شیخ سے یعنی تیل مالش کرنے والے سے فرماتے تھے کہ ماشاء اللہ! یعنی خوب جذب ہو گیا۔

سبحان اللہ! میرے شیخ کا کیا جذبۂ خدمت تھا! حضرت بہت بڑے عالم تھے، ناظم آباد میں ۱۹۶۰ء میں حضرت تشریف لائے اور ۱۹۶۳ء میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام دیا تھا کہ

آنکھوں سے اختر نے دیکھا کہ حضرت کی خدمت میں بڑے بڑے علماء جیسے مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ، مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوتے تھے۔ تو حضرت کا اتنا بڑا مقام تھا لیکن اپنے پیر کی کیسی خدمت کی کہ ریل چل رہی ہے اور ریل میں بھی حضرت، اپنے شیخ کی خدمت کر رہے ہیں۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ شیخ

جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانی صاحبہ کے آپریشن کے لیے تھانہ بھون سے قنوج سفر فرمایا تو کچھ مریدین نے عرض کیا کہ حضرت ہم بھی آپ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں، اجازت عطا فرما دیجیے۔ تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ جی ہاں! شیخ کے ساتھ کبھی سفر بھی کرنا چاہیے، بہت فائدہ ہوتا ہے۔ تو میرے شیخ اور خواجہ صاحب اور بہت سے علماء حضرات اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ ہو گئے۔ ریل میں بھی حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر میں تیل کی مالش کرنے لگے۔

میرے شیخ پان تمباکو بہت کھاتے تھے اور مجھ سے فرماتے تھے کہ میں تمباکو کھاتا نہیں تھا بھکوستا تھا، مقدار کی زیادتی کی وجہ سے اس کا نام یوپی کی زبان میں کھانا نہیں بلکہ بھکوسنا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ عام لوگ تو تمباکو یوں کھاتے ہیں (چٹکی بھر) اور میں یوں لیتا تھا (مٹھی بھر) تو جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سر دباتے وقت شاہ عبدالغنی صاحب کا منہ حضرت کے قریب ہوا تو تمباکو کی بو کا اثر شیخ کو محسوس ہوا لیکن چونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میرے حضرت کا بے حد اکرام فرماتے تھے، میرے پیر و مرشد کو شاہ لکھتے تھے، اور محبی و محبوبی شاہ عبدالغنی صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ و کرّمہ کے الفاظ تحریر فرماتے تھے، اور جب

حضرت تھانہ بھون حاضر ہوتے تھے تو حضرت حکیم الامت کئی قدم آگے بڑھ کر اپنے مرید اور خلیفہ سے ملاقات کرتے اور سینہ سے لگا کر فرماتے تھے ۔

اے آمدنت باعثِ صد شادیِ ما

اے عبدالغنی! تمہارے آنے سے مجھے سو خوشیاں حاصل ہوئیں ۔ سبحان اللہ! یہ شان تھی میرے شیخ کی ۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ کیا مجھے تھانہ بھون آنے کی اجازت ہے؟ تو حضرت حکیم الامت نے لکھا کہ آپ کو اجازت آنے کی؟ نہیں!

''اجازت چہ معنی بلکہ اشتیاق''

یعنی میں آپ کا خود مشتاق ہوں تو ایسے بھی مرید ہوتے ہیں کہ پیران کا مشتاق ہوتا ہے ۔ آہ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمارے شیخ کی محبت و عنایت نصیب فرمائے ۔

تو جب حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر کی مالش کرتے ہوئے میرے حضرت کا منہ ان کے قریب ہوا تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو محسوس ہوا کہ مولانا عبدالغنی تمبا کو کھاتے ہیں ۔ تو حضرت نے اور تو کچھ نہیں فرمایا بس ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ تمبا کو دماغ کو نقصان پہنچاتی ہے ۔ بس! وہ جملہ کیا تھا! حضرت نے نام بھی نہیں لیا کہ مولانا عبدالغنی! آپ تمبا کو چھوڑ دیجیے، حضرت سے پوچھا تک بھی نہیں کہ کیا آپ تمبا کو کھاتے ہیں؟ صرف اتنا جملہ ارشاد فرمایا کہ تمبا کو دماغ کو نقصان پہنچاتی ہے ۔ بس! میرے شیخ نے فوراً تمبا کو چھوڑ دیا ۔ حالانکہ حضرت اتنا زیادہ تمبا کو کھاتے تھے جس کا نام بھکوسنا ابھی آپ نے سنا، اس کو کہتے ہیں شیخ کی محبت ۔ کیا آج ہمارا منہ ہے محبت کا نام لینے کا؟ ہم لوگ تو بس محبت کا نام جانتے ہیں، محبت وہ چیز ہے جو جان کی بازی لگوا دیتی ہے، گناہوں میں کیا رکھا ہے، گناہ وغیرہ چھوڑنا تو بالکل معمولی چیز ہے ۔

اللہ کے دیوانے ہوجاؤ تو دوسرے لوگ تمہاراغم اٹھائیں گے

اسی سفر کے دوران ایک اسٹیشن پر ایک آدمی کھیت کے ہرے ہرے چنے بیچ رہا تھا، سمجھ رہے ہیں آپ لوگ! ہراچنا یہ ابلا ہوانہیں ہوتا، کھیت کے تازہ ہرے ہرے چنے۔ سب نے خرید لیے اوراس کو چھیل کر کھانے لگے۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی! مولانا عبدالغنی تو میرے سر پر تیل کی مالش کررہے ہیں، اس وقت ہماری سرپرستی میں مشغول ہیں لہٰذا آپ لوگ چنے چھیل کر کے ان کے منہ میں ڈالئے کیونکہ ان کے دونوں ہاتھ میرے سر پر تیل مالش میں مشغول ہیں۔ اب سب لوگ چنے چھیل چھیل کر میرے شیخ کے منہ میں ڈالنے لگے۔ میرے شیخ کو چھلا ہوا مال ملنے لگا، یہ ہوتا ہے خدمتِ پیر کا انعام! پھر حضرت حکیم الامت نے فارسی کا ایک مصرع پڑھا ؎

دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند

دیوانے بن جاؤ تو تمہاراغم دوسرے اٹھائیں گے، مگر کس کے دیوانے بنو؟ اللہ کے دیوانے بنو، اصلی دیوانے بنو، مصنوعی نہیں یعنی اللہ کا جو دیوانہ بن جاتا ہے ساری مخلوق اس کی خدمت میں مصروف ہوجاتی ہے۔

دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند

جیسے آج مولانا عبدالغنی شیخ کی محبت میں مصروف ہیں اور دوسرے ان کے منہ میں چنے چھیل چھیل کر دے رہے ہیں۔

سب سے اہم دعا

تو دوستو! ساری دنیا آپ کو پیار کرے، آپ کو ایئر کنڈیشن مبارک ہو، مرسیڈیز کاریں مبارک ہوں، بنک بیلنس مبارک ہو، شامی کباب و بریانی مبارک ہو لیکن واللہ! میں قسم کھا کر مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو یاد

نہیں کریں گے اور مالک کو خوش نہیں کریں گے ہم خوشی نہیں پا سکتے۔ بتایئے! خوشی کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ تو خوشی پیدا کرنے والے کو جو ناراض کرے گا اس کے غم کے عالَم کا کیا عالَم ہوگا؟ اور جو خوشی پیدا کرنے والے کو خوش رکھتا ہے اس کی خوشی کے عالَم کا کیا عالَم ہوگا؟ اختر اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ اس لیے دردبھرے دل سے عرض کرتا ہوں کہ اللہ سے اللہ کو مانگ لو، ہم دنیا کی بہت چیزیں مانگتے ہیں مگر مبارک ہیں وہ بندے جو خدا سے خدا کو مانگ رہے ہیں، اپنے اللہ سے اللہ کو مانگ رہے ہیں۔ جس کو ہمارے حاجی صاحب شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے غلافِ کعبہ پکڑ کر خدا سے عرض کیا تھا ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

اے خدا! میں تجھ سے تجھ ہی کو مانگ رہا ہوں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی دعا ہوسکتی ہے؟ کوئی بیٹا اپنے ابّا سے موٹر مانگ رہا ہو، کوئی بیٹا اپنے ابّا سے کلفٹن میں بنگلہ مانگ رہا ہو، کوئی بیٹا اپنے ابّا سے کوئی بڑا پلاٹ مانگ رہا ہو، لیکن ایک بیٹا کہتا ہے کہ ابّا ہم آپ سے آپ ہی کو مانگتے ہیں۔ آہ کیا مبارک بچہ ہے! تو مبارک ہیں وہ بندے جو خدا سے خدا کو مانگتے ہیں اور جب اللہ مل جائے گا تو کیا کچھ نہیں ملے گا ؎

جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

دلوں کا اطمینان صرف اللہ کی یاد میں ہے

جس طرح سے مچھلی کو پانی میں چین ملتا ہے ایسے ہی اللہ کے نام کے صدقہ میں دلوں کو چین ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دل پیدا کرتا ہے، جو ماؤں کے

پیٹ میں دل بناتا ہے اس خدا نے قرآنِ پاک میں اعلان کیا:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۝﴾

(سورۃ الرعد، آیۃ:۲۸)

اے دنیا والو! کانوں سے غفلت کی روئی نکال کر خوب غور سے سنو! صرف اللہ ہی کی یاد سے تمہیں چین نصیب ہوگا۔ اگر دنیاوی اسباب میں چین ہوتا تو امریکہ جیسے امیر ملک میں بڑے بڑے مال دار خودکشی نہ کرتے جبکہ آج تک کسی ولی اللہ نے خودکشی نہیں کی۔ میں سارے عالَم کو چیلنج کرتا ہوں، دنیائے کفر اور یورپ کو بھی اعلان کرتا ہوں کہ ثابت کریں دنیا میں کسی ولی اللہ نے کبھی خودکشی کی ہو، جس کے دل پر خدا کا ہاتھ ہو وہ دل کبھی بے چین اور بے قرار نہیں ہوسکتا۔ آہ! ایک شیر اگر لومڑی سے کہہ دے کہ اے لومڑی! تیری پیٹھ پر میرا ہاتھ ہے ؎

روبہے کہ ہست او را شیر پُشت

بِشکند کلّہ پلنگاں را بہ مُشت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مولانا روم میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شیر کسی لومڑی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دے کہ گھبرانا مت میں تمہارے ساتھ ہوں تو وہ لومڑی ایک گھونسے سے چیتوں کا کلّہ توڑ دے گی۔ تو جس کے دل پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو وہ خودکشی کرسکتا ہے؟ میرا ایک شعر سن لیجیے ؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا

ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے

غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اللہ کی محبت کا ایک ذرّۂ غم، خدائے تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرّۂ درد اگر ہمیں عطا ہوجائے تو دونوں جہان کے سلاطین کی سلطنت ہماری نگاہوں سے گر جائے گی، سورج و چاند ہمیں پھیکے نظر آئیں گے، خدا کے نور کے سامنے بے نور ہوں گے کیونکہ سورج و چاند بھی اللہ تعالیٰ کے بھک منگے ہیں، سورج و چاند کی روشنی خدائے تعالیٰ کی بھیک ہے اور جس کے دل میں خود اللہ آتا ہے تو اس کے دل کے عالَم کا کیا عالَم ہوگا۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لَو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ذکر اللہ کا صحیح مفہوم

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ میرے نام سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا، اطمینان کی زندگی ملے گی، سکون کی زندگی ملے گی۔ لیکن اللہ کا نام لینے کے معنی لوگ نہیں سمجھتے، اس لیے اس کی تفسیر ضروری ہے۔ اللہ کا نام لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ اللہ بھی کر رہے ہیں اور بتوں کو خوش کرنے کی بھی فکر ہے۔ رام رام جپنا پرایا مال اپنا یعنی جس کی جو چیز جہاں سے ملی لے لی، کسی کی گھڑی لے لی، کسی کا پیسہ لے کر خوب کو فتے کھائے اور اس کے بعد اسے ادا کرنے کی بھی کوئی فکر نہیں۔ حقوق العباد شریعت میں بہت اہم ہیں، یہ ہمارے سلسلۂ تھانوی کا امتیازی طُرّہ ہے کہ اگر کسی کا ایک پیسہ بھی لو تو اسے ڈائری میں نوٹ کرلو کہ یہ جو پیسہ ادھار لیا ہے اسے فلاں وقت لوٹانا ہے، وہ وقت بھی لکھ لو مثلاً دو مہینے کے لیے ادھار لے رہا ہوں۔ اور اگر دو مہینہ بعد نہیں دے سکو تو جس سے ادھار لیا ہے اس کو خط لکھو کہ معافی چاہتا ہوں، آپ کا قرض وقت پر نہیں دے سکتا، آپ سے تھوڑی سی مزید مہلت چاہیے۔ اس سے اس کو

آپ کی شرافت کا احساس ہوگا اور وہ یہ بھی سمجھ لے گا کہ نہایت دیندار ہے، خالی نماز روزہ نہیں کرتا، بندوں کا حق ادا کرنا بھی جانتا ہے۔ اس شخص کے لیے بغیر لکھے سونا جائز نہیں ہے جس نے ادھار لیا ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صبح اٹھنا نصیب نہ ہو تو وارثین دیکھ لیں کہ فلاں سے اس نے قرضہ لیا ہے تو اس کو ادا کردیں گے، اپنے دماغ پر بھروسہ نہ رکھو۔

((مَنْ مَّاتَ مِنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً))

(الحاوی الکبیر شرح مختصر المزنی (الماوردی)، کتاب الوصایا ج ۸ ص ۱۸۸)

جو شخص بلا وصیت مرتا ہے اس کے لیے جاہلیت کی موت کی بہت سخت وعید ہے۔ آپ لوگ حقوق العباد کے معاملات کو نوٹ کر کے رکھو، سب صاف صاف لکھا ہو۔ اگر کچھ نمازیں قضا رہ گئی ہیں، ان کو بھی لکھ لو کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں رہ گئیں، اتنے روزے رہ گئے تاکہ وارثین اگر دینا چاہیں تو وہ اس کو دیکھ کر فدیہ ادا کردیں۔ اور گھر والوں کو بتا بھی دو کہ یہ کاپی ہمارے معاملات کی ہے، میرے مرنے کے بعد اس سے معاملہ کیا جائے، یہ دینداری کی بات ہے، خدا کے خوف کی بات ہے۔

تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی درجہ میں بھی مبتلا رہے گا تو وہ اللہ کو یاد تو کر رہا ہے، خوب اللہ اللہ کر رہا ہے، ضربیں بھی لگا رہا ہے، اشراق بھی پڑھ رہا ہے، اوّابین بھی پڑھ رہا ہے، تہجد بھی پڑھ رہا ہے لیکن نظر کی حفاظت نہیں کرتا، جس حسین یا حسینہ کو چاہتا ہے دیکھ لیتا ہے، کان سے گانا سننے سے احتیاط نہیں کرتا، زبان سے غیبت، ماں باپ سے بدتمیزی کرنے سے احتیاط نہیں کرتا، غرض کسی گناہ میں ابتلاء ہوگا تو پھر سمجھ لو کہ یہ وہ مچھلی ہے جس کا کچھ حصہ تو پانی میں ہے اور کچھ حصہ پانی سے خارج بھی ہے۔

آہ۔ سمجھ لو! پھر اس کا پانی کے اندر والا حصہ بھی گرم ہوجائے گا۔

یاد رکھو اس کو! جتنا حصہ پانی میں ہے اس کا مزہ بھی نہیں آئے گا، کیا مطلب؟ گناہوں کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت اور حلاوت کا پورا ادراک نہیں ہوسکتا۔ جیسے جو مچھلی پانی میں تین بٹا چار ہے یعنی گردن تک تو پانی میں ہے مگر اس کا سر دھوپ میں نکلا ہوا ہے یا دُم دھوپ میں ہے تو اس کو پانی کی ٹھنڈک کا صحیح مزہ نہیں ملے گا، مچھلی کو پانی کا پورا مزہ جب ملے گا جب بالکل غرقِ آب ہوجائے یعنی اوپر، نیچے، دائیں، بائیں پورا جسم گہرے پانی میں پہنچ جائے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اگر وہ پانی کے اوپر اوپر رہتی ہے یا اگر پانی کم ہے تو سورج کی شعاؤں سے جون کے مہینہ میں سارا پانی گرم ہوجائے گا، جس تالاب میں ایک دوفٹ پانی ہوتا ہے تو وہ پانی جون کے مہینہ میں کھول کر اتنا گرم ہوجاتا ہے کہ مچھلیاں بے ہوش ہونے کے قریب ہوجاتی ہیں اور گاؤں والے جا کر ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں، جال بھی ڈالنا نہیں پڑتا۔

تو یاد رکھو! جو اللہ کو کم یاد کرے گا اور اللہ کی یاد کے گہرے دریا میں نہیں رہے گا، شیطان اور اس کے چیلے بغیر جال کے اس کو پکڑ لیں گے۔ اس لیے قلیل ذکر اللہ علامتِ نفاق ہے:

﴿وَلَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا ○﴾

(سورۃ النسآء، آیۃ: ۱۴۲)

یہ حقیقی منافق تو نہیں ہوگا لیکن عمل منافقوں جیسا کررہا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے کہ منافقین کے رجسٹر سے اس کا نام نکل جائے اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرتا رہے۔

یاد کی اقسام

لیکن خوب یاد کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دماغ کو گرم کرلے اور نفسیاتی

بیمار ہوجائے، اتنا ذکر جائز نہیں جس سے دماغ گرم ہوجائے یا نیند میں کمی ہوجائے۔ یاد کی دو قسمیں یاد رکھو، چاہے ذکرِ مثبت تھوڑا کرو لیکن ذکرِ منفی زیادہ کرو۔ اور ذکرِ منفی کیا ہے؟ گناہ سے زیادہ بچو۔ جس نے نظر کی حفاظت کی اور دل میں زلزلہ آیا اور دل کو دھچکا لگا تو اس کو دو نعمتیں حاصل ہوں گی۔ ایک تو سینکڑوں تہجد سے زیادہ نور عطا ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس کے قلب کو جو دھچکا لگا، جس سے قلب کی دیواریں ہل گئیں اور کہیں کہیں شگاف بھی پڑ گئے تو اللہ تعالیٰ کی سرکاری حکومت اس کے قلب کی تعمیر فرمائے گی یعنی اللہ تعالیٰ اسے انتہائی چین اور انتہائی سکون واطمینان اور حلاوتِ ایمانی سے نوازش فرمائیں گے۔ جیسے دنیا میں اگر کہیں زلزلہ آتا ہے تو اخباروں میں آجاتا ہے کہ فلاں علاقہ زلزلہ کی وجہ سے آفت زدہ قرار دے دیا گیا یعنی وہاں کی مال گذاری معاف، وہاں کے ٹیکس معاف ہوگئے اور جن کے مکانات متاثر ہوئے ہیں حکومت اپنی سیمنٹ بجری سے اور سرکاری پیسے سے ان کے مکانات کی تعمیر کرائے گی۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر حلاوتِ ایمانی سے ہوتی ہے

جو گناہ سے بچنے میں دل پر غم اٹھاتے ہیں، اور جن کے قلب میں زلزلہ سے شگاف یا جس کی وجہ سے ان کے قلب کی دیواریں ہل جاتی ہیں اور اس غم اور صدمے سے دل کو جو نقصان پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قلب کو آفت زدہ قرار دے کر اس کی تعمیر سرکاری خزانہ سے کرتے ہیں یعنی اس کو عالمِ غیب سے حلاوتِ ایمانی عطا فرماتے ہیں اور ایسا قرب، ایسی لذت، ایسی مٹھاس عطا فرماتے ہیں کہ سلطنت اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے، سلاطین کے تخت وتاج اور آفتاب وچانداس کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ وہ شکرادا کرتا ہے کہ اے اللہ! آپ کا احسان ہے کہ میں نے گناہ جیسی بری چیز چھوڑ دی اور میں آپ کو پا گیا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

یعنی ہم نے گناہوں کے کنکر پتھر پھینکے اور آپ کو پالیا، آپ کا احسان و کرم ہے کہ آپ نے ہمیں اپنی جھولی سے کنکر پتھر پھینکنے کی توفیق دی اور اپنے قرب سے نوازا اور ہمارے قلب کو حلاوتِ ایمانی عطا فرمائی۔

تو میں عرض کرتا ہوں کہ عربی گرامر میں حرف تنبیہ تین ہوتے ہیں۔ اَلَا، اَمَا اور ھَا۔ علماء دین اس کو جانتے ہیں، قرآنِ پاک میں ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ، اَلَا کا کیا مطلب ہے؟ ترجمہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ فرمایا کہ غفلت کی روئی کان سے نکالو اور غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر سے تمہارے دل کو چین ملے گا اور اللہ کا کتنا ذکر ہو؟ مثبت منفی دونوں قسم کا ذکر ہو۔ یعنی احکام کو بجالاؤ اور نافرمانی اور گناہوں کو چھوڑ دو۔ جو گناہ نہیں چھوڑتا وہ یادِ منفی سے محروم ہے، وہ یادِ مثبت تو کر رہا ہے یعنی نماز، روزہ تو کرتا ہے لیکن یادِ منفی یعنی گناہوں سے نہیں بچتا۔

ذکر اللہ کے باوجود چین نہ ملنے کی وجہ

آپ بتائیے! آپ پر اپنے ابّا کا کیا حق ہے؟ ابّا کو خوش کرنا اور ان کی ناخوشی سے بچنا یہ باپ کا حق ہے۔ تو کیا ربّا کے دونوں حق نہیں ہوں گے؟ جتنا ربّا کو خوش کرنا ضروری ہے کیا اتنا ہی ان کی ناخوشی سے بچنا ضروری نہیں ہے؟ ظالم ہے وہ شخص جو محبت کی ان دونوں اداؤں کو نہیں سمجھتا، محبت کے دونوں رُخ ضروری ہیں۔ تو ان شاء اللہ جو دونوں طریقے سے ذکر کرے گا یعنی جن باتوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں ان کو اختیار کرے گا اور اللہ کو ناراض کرنے والے اعمال سے بچے گا تو اب اس کا ذکر کامل ہوگا، اب اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ اطمینانِ کامل نصیب ہوگا۔

ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں اللہ اللہ تو کرتا ہوں لیکن دل میں چین نہیں ہے، اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا ذکر ناقص معلوم ہوتا ہے، تم گناہوں میں بھی ملوث معلوم ہوتے ہو، اسی لیے تمہیں چینِ کامل نہیں ملتا، دل کے اطمینان کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ذکرِ کامل پر فرمایا ہے اور ذکرِ کامل وہ ذکر ہے کہ اللہ کو خوش کرنے والے اعمال بھی کیے جائیں اور ناخوشی کے اعمال سے بھی بچا جائے۔ تو جس کا ذکر کامل ہوگا اس پر اطمینانِ کامل مرتب ہوگا۔

اب آپ بتاؤ کہ کون کون اطمینانِ کامل چاہتا ہے؟ آپ پورا چین چاہتے ہو یا آدھا؟ تو پھر گناہوں سے بالکل توبہ کرلو، پکا ارادہ کرلو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا ہے، جان دے دیں گے مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور پکا عزم کرلو کہ اگر پھر بھی نفس چور حرام لذت کو درآمد کرتا ہے تو میں اس ظالم دشمن کے حلق میں انگلی ڈال کر حرام لذت کو نکال کر پھینک دوں گا۔

اب آپ کہیں گے نفس کہاں نظر آتا ہے؟ نفس کہتے ہیں مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ کو یعنی نفس کی وہ خواہشات جن سے شریعت نے منع کیا ہے، ایسی بری خواہشات کو ہرگز پورا مت کرو۔ تو جب آپ استغفار وتوبہ کرکے رونا شروع کریں گے تو آنکھوں کے سب گناہ جھڑ جائیں گے، ایک آنسو بھی اگر نکل جائے اور استغفار وتوبہ، اشکِ ندامت سے، کچھ نفلی جرمانوں سے آنکھوں کے سب گناہ نکل جاتے ہیں، تھوڑا سا نفلی جرمانہ بھی کرنا چاہیے ورنہ نفس کہے گا کہ ارے میاں! اس بدھو کو میں جانتا ہوں، اس کو استغفار کا سستا نسخہ ملا ہے، یہ توبہ کرے گا اور تین مرتبہ استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ کہے گا اس کے بعد پھر گناہ کرے گا۔

گناہ نہ چھوٹیں تو توبہ کے ساتھ کچھ صدقہ بھی کرو

اس لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب کوئی گناہ ہوجائے تو کچھ نفلی نمازیں اور کچھ مالی جرمانہ بھی ادا کرو، مثلاً بدنظری ہوجائے تو پانچ دس روپیہ خیرات کرو اور کچھ نفلی نماز ادا کرنے کا جرمانہ بھی نفس پر عائد کرو مثلاً دو رکعات، چار رکعات، چھ رکعات، آٹھ رکعات۔ تب شیطان کہے گا کہ یہ تو بڑا ہی ہوشیار سالک ہے کیونکہ اس نے گناہ کو تو استغفار سے معاف کرالیا اور نفلوں سے اپنے خزانے میں نیکی بڑھوالی، یہ تو اپنا بزنس لاس (Loss) یعنی نقصان میں جارہا ہے تو پھر شیطان بھی بھاگ جائے گا کہ ہماری تجارت تو خسارے میں جارہی ہے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اٹھے اٹھ کر چلے

لیکن استغفار و توبہ سے، اشکِ ندامت سے، آہ و نالوں سے اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگتے رہیے کیونکہ کوئی انسان کتنی ہی کوشش کرلے، کچھ نہ کچھ تو خطا ہو ہی جاتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے گڑگڑائیے، توبہ کیجیے، استغفار کیجیے۔

مصلح کی ضرورت

لیکن یہ نفلی نمازیں یہ مالی جرمانہ اپنے اوپر خود نہیں لگانا ہے۔ یہ شیخ اور مصلح کرے گا۔ کوئی شخص اپنی اصلاح خود نہیں کرسکتا جیسے کوئی ڈاکٹر بھی اپنا آپریشن خود نہیں کرسکتا چاہے کتنا ہی بڑا سرجن ہو۔ اسے بھی اپنی پتھری نکلوانے کے لیے دوسرے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا۔ اسی طرح روحانی علاج معالجہ بھی ہے، کس سالک کے لیے کون سا علاج مفید ہوگا؟ کتنی مقدار مفید ہوگی؟ کیا علاج مضر ہوگا؟ وہ ماہرفن معالج بتائے گا۔ ہر ایک کو ایک ہی طریقہ مفید

نہیں ہوتا۔ طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ ، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے طریقے اور راستے ہیں جتنے مخلوق کی حیات میں سانسیں ہوتی ہیں۔

مراقبہ برائے ترکِ معصیت

اور ساتھ ساتھ ایک نسخہ اور بتاتا ہوں کہ نفس کو ایک انجکشن بھی لگائیے۔ جب نفس گناہ کے لیے تقاضا کرے یا نماز میں سستی کرے تو تھوڑا سا خیال کرلو کہ ایک دن قبر میں لیٹنا ہے، وہاں کوئی وی سی آر، کوئی ٹیلیویژن، کوئی لڑکی یا لڑکا نظر نہیں آئیں گے، کئی من مٹی اوپر پڑی ہوگی اور جن اعضاء سے آج گناہ کررہے ہو ان اعضاء کا وجود بھی نہیں ہوگا۔ بتائیے! پورے جسم کو کیڑے کھا جائیں گے یا نہیں؟ اور قیامت کے دن یہی اعضاء تمہارے اوپر کیس بھی کردیں گے، تمہارے خلاف مقدمہ کردیں گے، الٹا ہی معاملہ ہے۔ جن اعضاء کی لذت کی خاطر دنیا میں گناہوں کے کام کئے جاتے ہیں وہی اعضاء اس بندہ کے خلاف گواہی دیں گے۔ لہٰذا ایک بات تو یہ بتانی تھی کہ جس قدر ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں کوشش کرتے ہیں اس سے زیادہ یہ کوشش کریں کہ گناہ سے بچیں۔ بس ان شاء اللہ تعالیٰ چینِ کامل مل جائے گا۔

شیخ سے بدگمان کرنا شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے

دوسری چیز حسنِ ظن کے بارے میں عرض کرنا ہے کہ خصوصاً اپنے مربّی سے، جس سے دین سیکھ رہے ہو، اس سے نہایت حسنِ ظن رکھنا چاہیئے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا حربہ ہے کہ دین سکھانے والوں کو، شیخ کو مرید کی نظر میں حقیر دکھاتا ہے۔ محدثِ عظیم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے دینی مربّی کو حقیر سمجھا یا اس پر اعتراض کیا، اس ظالم کو کبھی فلاح نہیں مل سکتی۔ میں

محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ کا حوالہ پیش کرتا ہوں کہ:

((مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِهٖ وَ نَظَرَ اِلَیْهِ احْتِقَارًا لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح (رشیدیہ) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱ص ۳۴۳)

جس نے اپنے شیخ پر اعتراض کیا اور اس کو حقیر سمجھا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو اگر مناسبت نہیں ہے تو ان کو یہاں آنا اپنے کو ضائع کرنا ہے، یہ اپنے کو ضائع کررہا ہے لہٰذا اپنی قلبی مناسبت کو تلاش کرو اور حسنِ ظن تو شیخ اور مربّی تو کیا ہر مسلمان سے رکھنا فرض ہے جبکہ بدگمانی پر اللہ تعالیٰ کو دلیل دینا پڑے گی، وہاں ثبوت کہاں سے پیش کروگے۔

بلا دلیل بدگمانی پر قیامت کے دن مقدمہ دائر ہوگا

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن بدگمانی پر دلیل کا مقدمہ دائر ہوگا کہ اپنی اس بدگمانی پر دلیل پیش کرو اور نیک گمان پر مفت میں بغیر کسی دلیل کے ثواب ملے گا۔ سبحان اللہ! تو حضرت فرماتے تھے کہ بہت بے وقوف، بدھو نمبر ا، ہے وہ شخص جو کسی سے بدگمانی کرکے قیامت کے دن اپنی گردن مقدمہ میں پھنسائے کیونکہ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اس بدگمانی کی دلیل کیا ہے؟ اور حسنِ ظن سے فائدہ ہوتا ہے، نیک گمان پر مفت کا ثواب ملتا ہے۔

شیخ کا فیض مُرید کے حسنِ ظن کے مطابق ہوتا ہے

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ضیاء القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اپنے دینی مربّی اور شیخ سے جتنا زیادہ نیک گمان ہوگا اس کو اتنا ہی زیادہ فیض ملتا ہے، یہ جملہ یاد کرلو کہ جس شخص کو اپنے پیر و مرشد اور اپنے دینی مربّی، اپنے شیخ سے جتنا زیادہ نیک گمان ہوتا ہے، اتنا ہی اس کو فیض اور نفع ہوتا ہے۔ اسی لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ سے ایسا گمان ہونا چاہیے

کہ مجھے روئے زمین پر میرے شیخ سے بڑھ کر کسی سے فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اپنے شیخ کو سب سے بڑا ولی اللہ سمجھنا ہم پر فرض نہیں ہے، یہ تو ہوسکتا ہے کہ میرے شیخ سے بھی بڑا کوئی ولی اللہ ہو لیکن اپنے شیخ سے یہ گمان رکھنا ضروری ہے کہ میرے شیخ اور پیر سے بڑھ کر میرے لیے دنیا میں اور کوئی مفید نہیں ہے۔

تو یہ بتا رہا ہوں کہ اپنے شیخ سے حسن ظن رکھو، بدگمانی کر کے اپنے پیر پر کلہاڑی مت مارو۔ جو شخص اپنے مرشد سے بدگمانی کرتا ہے گویا یہ شخص اپنے پیر پر کلہاڑی مار رہا ہے اور اپنے کو ہمیشہ کے لیے محروم کر رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں کی نادانی کو دور فرما دے اور اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرما دے اور ان کو اس نالائقی اور بدگمانی پر نادم بھی فرمائے اور معافی مانگنے پر مضطر فرمائے۔

غموم وھموم سے بچنے کی دعا

یہ دو باتیں ہوگئیں نمبر تین یہ کہ کبھی دل پر بلا اسباب، بلا وجہ غم چھا جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی سبب بھی نہیں ہوتا، کھانا مل رہا ہے، اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، دوست احباب ساتھ ہیں پھر بھی دل غمزدہ ہے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ سے اس عنوان سے پناہ مانگو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مَّوْتِ الْهَمِّ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ مَّوْتِ الْغَمِّ))

اے اللہ! میں هَمّ اور غَمّ کی موت سے پناہ چاہتا ہوں، هَمّ اس شدید غم کو کہتے ہیں جو انسان کو پگھلا دے اور غم تو غم ہی ہے۔ تو غم سے پناہ آئی ہے، اس کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی موت اور غم میں فرق نہیں ہے، جیسے موت دباتی ہے ویسے ہی غم بھی بڑی خطرناک چیز ہے، اللہ تعالیٰ سے غم کبھی نہ مانگو، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، غم کی موت سے پناہ مانگو اور سکون سے جینا مانگو۔

بس اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سکون سے جینا اور عافیت سے جینا نصیب فرمائے اور ہر تشویش سے، ہر فکر سے، ہر غم سے، ہر پریشانی سے، مصیبت کی پریشانی سے بھی اور معصیت کی پریشانی سے بھی بچائے کیونکہ دونوں غم ہیں، چاہے مصیبت کا غم ہو یا معصیت کا غم ہو لہٰذا دونوں غموں سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عافیت نصیب فرمائے۔ اللہ ہر مصیبت سے اور ہر معصیت سے بچائے اور تقویٰ والی زندگی ہم سب کو نصیب فرمائے۔ یا اللہ اس اجتماع کو قبول فرمالے جو آپ کے نام پر، آپ کی محبت میں یہاں آتے ہیں مجھ کو ان کے آنے کی برکتوں سے اپنی محبت و تقویٰ کی حیات نصیب فرما اور آنے والوں کو ان کے حسنِ ظن اور نیک گمان کی برکت سے اپنی محبت عطا فرما اور اے اللہ! آپ کے لیے آتے ہیں، ان کا آنا قبول فرما اور کسی کو بھی محروم نہ فرما اور ہم سب کو اللہ والی حیات اور تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فہرست مواعظِ اختر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱) شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح
۲) دینی خدام کے غموں کی تسلی
۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا
۴) تمنائے بستی صالحین اور دینی شان وشوکت
۵) مجاہدہ اور تسہیل الطریق
۶) گنہگاروں کے لیے مژدۂ جاں فزاء
۷) اولیاء اللہ کی حسین زندگی
۸) ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے
۹) اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز
۱۰) وطنِ آخرت کی تیاری
۱۱) ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے
۱۲) امراضِ روحانی کے معالجات
۱۳) راہِ سنت اور قلبِ سلیم
۱۴) مشیتِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کا ربط
۱۵) کیفِ آہ وفغاں
۱۶) گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور
۱۷) لذتِ دردِ محبت
۱۸) لذتِ بندگی کا حصول
۱۹) تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ
۲۰) مردانِ راہِ خدا
۲۱) نزولِ تجلیات
۲۲) اہل اللہ سے تعلق کی قدر وقیمت
۲۳) اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھاس
۲۴) نالہائے درد
۲۵) اہلِ وفا کون ہیں؟
۲۶) اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے
۲۷) سکونِ قلب کا واحد طریقہ
۲۸) دنیا سے بے رغبتی
۲۹) عشقِ مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج
۳۰) نشۂ معصیت کا فریب
۳۱) عاشقانِ حق کا لذیذ غم
۳۲) سامانِ مغفرت
۳۳) صراطِ مستقیم پر استقامت کے انعامات
۳۴) حصولِ ولایت کے اسباب
۳۵) درسِ محبتِ الٰہیہ
۳۶) پردہ.....عورت کی عزت کا ضامن
۳۷) گلدستۂ ارشادات
۳۸) فیضانِ صحبتِ اہل اللہ
۳۹) قلبِ شکستہ کی تعمیر
۴۰) انجامِ عشقِ مجازی
۴۱) غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت
۴۲) اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب
۴۳) صاحبِ نسبت علماء کی خوشبو
۴۴) اہلِ علم اور تزکیۂ نفس کی اہمیت
۴۵) مقامِ دردِ دل
۴۶) راہِ خدا میں ادب کی اہمیت
۴۷) غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ
۴۸) عباداتِ شبِ براءت
۴۹) دھوکے کا گھر
۵۰) تلاشِ دیوانۂ حق
۵۱) طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ
۵۲) حق تعالیٰ کے محبوب بندے
۵۳) قلب کیسے روشن ہوگا؟
۵۴) اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام
۵۵) روزہ اور ترکِ معصیت
۵۶) شعاعِ آفتابِ رحمت
۵۷) غفلتِ دل کیسے دور ہو؟
۵۸) اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال
۵۹) عزتِ تقویٰ اور رسوائی گناہ
۶۰) رنگ ونسل کی تحقیر کی حرمت
۶۱) حصولِ ولایت کا راستہ
۶۲) مولائے کریم کا عفو وکرم
۶۳) مایوس نہ ہوں اہلِ زمیں اپنی خطا سے
۶۴) کیفِ عشقِ الٰہی
۶۵) اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال
۶۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان
۶۷) پاکیزہ حیات کا نسخۂ کیمیا
۶۸) نادم گنہگار کی محبوبیت
۶۹) تصوف وسلوک میں راہِ اعتدال
۷۰) گناہ کی دو علامات بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
۷۱) محبتِ الٰہیہ کا موتی کون پاتا ہے؟
۷۲) گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟
۷۳) نفس کو مغلوب کرنے کا طریقہ
۷۴) رحمتِ رب العالمین
۷۵) ریا کی حقیقت اور اس کا علاج
۷۶) علمِ دین کی برکات
۷۷) راہِ سلوک میں ادب کا مقام
۷۸) حصولِ تقویٰ کے اصول
۷۹) دین میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت
۸۰) عظیم الشان منزل کا عظیم الشان رہبر

اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ